Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Concept and Role of Angels in the Qur’an: A Contextual and Thematic Study from the Creation of Adam (AS) to the Revelation of Divine Guidance

قرآنِ حکیم میں ملائکہ کا تصور و کردار: تخلیقِ آدمؑ سے نزولِ وحی تک ایک سیاقی و موضوعاتی مطالعہ

Authors Details

1. **Dr. Hajira Mariam** (Corresponding Author)
   Lecturer, Lahore College for Women University, Lahore, Pakistan.
   Email: **hj_mariam@hotmail.com**

Citation

Mariam, Dr. Hajira." The Concept and Role of Angels in the Qur’an: A Contextual and Thematic Study from the Creation of Adam (AS) to the Revelation of Divine Guidance. " *Al-Marjān Research Journal* 3,no.3, Jul-Sep (2025): 273–286.

Submission Timeline

Received: May 18, 2025
Revised: Jul 01, 2025
Accepted: Jul 08, 2025
Published Online: Jul 21, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
© 2023 Al-Marjān Research Center.
This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL | ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE | HJRS HEC Journal Recognition System

The Concept and Role of Angels in the Qur'an: A Contextual and Thematic Study from the Creation of Adam (AS) to the Revelation of Divine Guidance

قرآنِ حکیم میں ملائکہ کا تصور و کردار: تخلیقِ آدمؑ سے نزولِ وحی تک ایک سیاقی و موضوعاتی مطالعہ

ڈاکٹر حاجرہ مریم☆

Abstract

This article presents a contextual and thematic study of the concept of angels as portrayed in the Qur'an, focusing on two central themes: the prostration of angels to Adam (AS) and their role in the revelation. By analyzing various Qur'anic passages, the study highlights how each mention of angels is intricately tied to its surrounding context, serving distinct theological and moral purposes. The article demonstrates that the Qur'an does not repeat the angelic narrative merely for emphasis. Rather, it reflects deeper layers of meaning, such as highlighting human dignity through the angels' obedience or affirming the trustworthiness and authority of divine revelation through Angel Jibreel(AS). Drawing from different classical *tafasir*, the study further explores how angels embody absolute obedience to Allah and act as intermediaries in His communication with prophets. Ultimately, this research highlights the indispensability of belief in angels as a pillar of faith and reveals how their mention in diverse contexts enhances the spiritual, theological, and moral fabric of Qur'anic guidance.

Keywords: Angels, Qur'an, Prostration of Angels to Adam (AS), Revelation, Angel Jibreel (AS), Belief in Angels

تعارف موضوع

اسلامی عقیدۂ ایمان کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ایمان بالملائکہ ہے، جو دراصل اس بات کا اقرار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے ایک برگزیدہ جماعت کو مخصوص فرائض اور ذمہ داریوں کے ساتھ تخلیق فرمایا، جنہیں قرآن میں "ملائکہ" کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ ملائکہ کی حقیقت، ان کے افعال، اور ان کا کردار قرآن مجید میں مختلف مقامات پر گوناگوں سیاق و سباق میں بیان ہوا ہے۔ ان کے تذکروں میں تخلیقِ آدمؑ کے واقعے سے لے کر وحی کے نزول تک ایک فکری تسلسل اور معنوی ربط موجود ہے، جو انسانی فہم و شعور کو ایمان، اطاعت اور بندگی کے اعلیٰ درجہ تک پہنچاتا ہے۔ قرآن حکیم میں ملائکہ کا ذکر محض قصصی انداز میں نہیں بلکہ عبرت، ہدایت اور معرفتِ الٰہی کے اظہار کے لیے کیا گیا ہے۔ کبھی وہ اللہ کے احکامات کے فرماں بردار کے طور پر سامنے آتے ہیں، کبھی روح الامین جبرئیلؑ کی صورت میں وحی کے امین و مبلغ کے طور پر، اور کبھی انسان کی تخلیق کے موقع پر سجدے اور تعظیم کے مظہر کے طور پر۔ قرآن کے مختلف مقامات پر فرشتوں کے ذکر کا تنوع دراصل ایک عمیق فکری و اخلاقی پیغام رکھتا ہے، جو نہ صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کو ظاہر کرتا ہے بلکہ مومن کے لیے عملی زندگی میں اطاعت، انکسار اور روحانی بیداری کا پیغام بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ تحقیقی مطالعہ اسی تنوع اور حکمت کو سمجھنے کی ایک علمی کوشش ہے، جس میں تخلیقِ آدمؑ سے نزولِ

☆ لیکچرر، لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

وحی تک ملائکہ کے کردار کو سیاقی و موضوعاتی تناظر میں پرکھا گیا ہے، تاکہ قرآن مجید کی فکری گہرائی اور اس کے بیانیہ اسلوب میں پوشیدہ حکمت کے پہلو مزید واضح ہو سکیں۔

مبحث اوّل: ایمان بالملائکہ: قرآن مجید میں کردار، تنوع اور حکمت

1. ایمان بالملائکہ: اسلام کے ارکانِ ایمان میں مقام

ایمان بالملائکہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ یہ ارکانِ ایمان میں سے ایک رکن ہے۔اس کے رکن ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ رکن موجود نہ ہو تو وہ شے معدوم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ رکن وہ ہوتا ہے جس سے کسی شے کا قیام وابستہ ہوتا ہے اور جب وہ باقی نہیں رہتا تو کوئی شے قائم نہیں رہ سکتی بلکہ اس کا عدم اور وجود برابر ہو جاتا ہے۔ یہی کیفیت ایمان کے بارے میں بھی ہے۔ یہ ایمان کا وہ جزو لاینفک ہے جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا بلکہ ناقص اور ادھورارہ جاتا ہے۔ درحقیقت کوئی شخص اس وقت یک مسلمان نہیں کہلا سکتا جب تک وہ ملائکہ پر ایمان نہ لائے۔ قرآن و حدیث میں جہاں دوسرے امور ایمان کا ذکر آیا ہے وہاں معا ایمان بالملائکہ کو بھی بیان کیا گیا ہے اور ان سب پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ ایمان بالملائکہ کا منکر دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔

2. قرآن مجید میں ملائکہ کے کردار کا سیاقی و موضوعاتی جائزہ

قرآن حکیم میں فرشتوں کا ذکر مختلف پہلوؤں سے آیا ہے، مگر دو مرکزی موضوعات ایسے ہیں جو فرشتوں کے مقام و کردار کو غیر معمولی طور پر واضح کرتے ہیں۔: اول، تخلیقِ آدم علیہ السلام کے وقت فرشتوں کا ردِ عمل اور ان کا سجدۂ تعظیمی، اور دوم، انبیائے کرام علیہم السلام پر نزولِ وحی میں ان کا کردار۔ ان دونوں پہلوؤں پر قرآن کریم نے مختلف سورتوں میں متعدد انداز سے روشنی ڈالی ہے اور ہر مقام پر سیاق و سباق کے لحاظ سے ایک نیا مفہوم، ایک نئی جہت اور ایک نئی حکمت سامنے آتی ہے۔

3. ملائکہ کے ذکر کا تنوع اور حکمت

قرآن میں جا بجا ایمان بالملائکہ کا حکم دیا گیا ہے اور ہر جگہ نئے رنگ اور نئے زاویہ نگاہ کے ساتھ یہ حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مجید نے جہاں جہاں ایمان بالملائکہ کا ذکر کیا ہے وہ محض تکرار نہیں ہے بلکہ ہر آیت ایک نئے اسلوب اور مختلف سیاق کلام کی مناسبت سے آئی ہے۔اس میں سے ہر ایک موقع کی الگ الگ حکمت ہے۔ فرشتوں پر ایمان لانے کے بارے عبدالعزیز بن صالح رقم طراز ہیں:

”الإیمان بالملائکه رکن من ارکان الایمان لقوله تعالی امن الرسول بما انزل الیه من ربه والمومنون کل أمن بالله وملائکته ... ویجب الایمان تفصیلاً بمن ورد ذکرهم في الکتاب والسنة من الملائکة باسمائهم واعمالهم“[1]

ترجمہ: ”ملائکہ پر ایمان لانا ایمان کے ارکان میں سے ایک رکن ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ امن الرسول بما انزل الیه من ربه والمومنون کل امن بالله وملائکة (اللہ کا رسول ﷺ اس کلام پر ایمان رکھتا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوا۔ مسلمان بھی اس پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ سب ایمان رکھتے ہیں اللہ پر ہے، اس کے فرشتوں پر)۔۔۔ لیکن فرشتوں کے ناموں اور کاموں کے بارے میں جو کچھ کتاب و سنت میں وارد ہوا اس پر تفصیلی ایمان لانا ضروری ہے۔“

ایمان کی اس رکن کی اور عقیدے کو قرآن مجید میں مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے۔

1. Al-Ṭuwayyān, ʿAbd al-ʿAzīz ibn Ṣāliḥ. *Juhūd al-Shaykh Muḥammad al-Amīn al-Shanqīṭī fī Taqdīr ʿAqīdat al-Salaf*. Riyadh: Maktabat al-ʿUbaykān, 1419 AH, 1:353.

"لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ."[2]

ترجمہ: "نیکی یہ نہیں کہ تم نے (عبادت کے وقت) اپنا منہ مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف کر لیا۔ نیکی ان کی ہے جو ایمان لائیں اللہ پر، یوم آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور انبیاء پر۔"

اس آیت میں ایمان بالملائکہ کو اس سیاق کلام میں بیان کیا گیا ہے کہ جب یہود نے تحویل قبلہ پر اعتراض کیا تو قرآن نے اس کا جواب دیتے ہوئے اس حقیقت کو آشکار کیا کہ مشرق و مغرب کی طرف منہ کر لینا کوئی نیکی نہیں۔ اصل نیکی سچا ایمان ہے جس سے یہود محروم ہو چکے ہیں اور اس ایمان کا ایک اہم رکن ملائکہ پر ایمان لاتا ہے۔ جو لوگ ملائکہ پر ایمان نہیں رکھتے تو ان کا ایمان معتبر اور مقبول نہیں ہے۔ دراصل یہودی حضرت جبرئیل سے عداوت و بغض رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ جو کسی ایک فرشتے کو نہ مانے یا عداوت رکھے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کا ایمان بالملائکہ ناقص ہے۔ پھر اسی سورۃ کے آخر میں یہی مضمون دہرایا گیا ہے:

"آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ."[3]

ترجمہ: "اللہ کا رسول ﷺ اس کلام پر ایمان رکھتا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوا۔ مسلمان بھی اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ سب ایمان رکھتے ہیں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم کسی ایک رسول کا بھی انکار نہیں کرتے۔ ہم نے تیرا حکم سنا اور مانا ہے۔ اے رب! ہم تجھ سے بخشش چاہتے ہیں۔ آخر تیرے پاس جانا ہے۔"

یہاں پر ایمان بالملائکہ کو ایک نئے سیاق و سباق کے ساتھ واضح کیا گیا ہے کہ ان پر ایمان لانا نہ صرف ہر مومن کے لیے ضروری ہے بلکہ اللہ کے رسول ﷺ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ وہ بھی مکلّف ہیں اور ان کے لیے بھی لازم ہے کہ وہ اللہ کے تمام ملائکہ پر ایمان رکھیں۔ اس سے ایمان بالملائکہ کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

سورۃ النساء میں اثبات اور نفی دونوں انداز یہ مضمون آیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيداً."[4]

ترجمہ: "اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ پر اس کے رسول ﷺ پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول سے ہے نازل کی اور ان کتابوں پر جو پہلے نازل کی گئیں۔ اور جو کوئی ایمان نہ لائے اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر تو وہ سیدھے راستے سے بھٹک کر دور جا پڑا۔"

[2] Al-Baqara, 2:177
[3] Al-Baqara, 2:285.
[4] Al-Nisā', 4:136.

ایمان بالملائکہ کے مضمون کو تصریف کے اسلوب میں جداگانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ واضح کر دیا گیا کہ فرشتوں پر ایمان ہدایت کا تقاضا اور نجات کا ذریعہ ہے۔ جو اس عقیدہ کو نہیں مانتا، وہ انتہائی گمراہی کے گڑھے میں جا گرتا ہے اور اس کے لیے آخرت میں کوئی نجات نہیں۔ یہاں ایمان والوں کو نہ صرف ایمان پر ہمیشگی اختیار کرنے کی ترغیب دلائی گئی بلکہ ایمان کے جملے تقاضے پورے کرنے پر بھی زور دیا گیا۔

قرآن مجید نے جہاں جہاں ایمان بالملائکہ کا ذکر کیا ہے وہ محض تکرار نہیں ہے بلکہ ہر آیت ایک نئے اسلوب اور مختلف سیاق کلام کی مناسبت سے آئی ہے۔ اس میں سے ہر ایک موقع کی الگ الگ حکمت ہے۔ قرآن مجید میں فرشتوں کا تذکرہ مختلف مقامات پر نہایت جامع اور حکیمانہ انداز میں آیا ہے۔ یہ مخلوق، جو نور سے پیدا کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل میں ہر لمحہ مصروف رہتی ہے اور کائناتی نظام کی مختلف ذمہ داریوں کو نہایت خاموشی اور وفاداری سے سرانجام دیتی ہے۔ تخلیقِ آدم کے وقت فرشتوں کا ردِ عمل، ان کا علم، اور سجدۂ تعظیمی جیسے واقعات قرآن کے سیاق و سباق میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ اسی طرح، وحی کے نزول میں فرشتوں کا کردار بھی ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔

مبحث دوم: تخلیقِ آدمؑ اور ملائکہ کا سجدہ

1. ملائکہ کی اطاعتِ کاملہ اور اللہ کے احکام کی تعمیل

قرآن نے فرشتوں کے بارے یہ عقیدہ بھی بتایا ہے کہ انہوں نے تخلیق آدم کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدم کو سجدہ کیا تھا۔ قرآن حکیم میں قصہ آدم علیہ السلام کو سات مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ البقرۃ، الاعراف الحجر، بنی اسرائیل، الکہف، طٰہٰ اور صٓ میں یہ قصہ کہیں اجمالاً اور کہیں تفصیلاً مذکور ہوا ہے۔ ان میں سوائے سورۃ البقرۃ کے باقی تمام مکی سورتیں ہیں۔ بظاہر اس قصہ کے ذکر میں تکرار نظر آتا ہے مگر حقیقت میں یہ تکرار نہیں ہے بلکہ ہر جگہ اس واقعے کو نئے اسلوب اور نئے سیاق سے اس طرح بیان کر دیا ہے کہ ان کے اندر بہت سے اسرار و علم پائے جاتے ہیں جیسا کہ سید قطب شہید نے اپنی تفسیر فی ظلال القرآن میں اس حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔

> ”ویحسب الناس ان هنالك تكرارا فی القصص القرآني، لأن القصه الواحدة قدیتكرر عرضها في سورشتي، ولكن النظرة الفاحصة تؤكد انه ما من قصة، أو حلقة قد تكررت في صورة واحدة، من ناحية القدر الذی یساق، وطريقة الأداء فی السياق، وأنه حيثما تكررت حلقة كان هنالک جديد تؤديه، ينفي حقيقة التكرار.“ [5]

> ترجمہ: ”بعض لوگوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ قرآنی قصص میں تکرار ہے اور ایک ہی قصہ متعدد سورتوں میں آیا ہے۔ مگر ذرا گہرے مطالعے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ کوئی بھی قصہ یا قصے کا کوئی بھی حصہ ایک ہی سورت میں ایک ہی مقدار اور ایک الفاظ میں مکرر نہیں آیا ہے بلکہ جہاں بھی دوبارہ آیا ہے، وہاں اپنے جلو میں ایک نیا طرز ادا اور ایک نئے معنی لے کے آیا ہے۔“

اسی طرح قصہ آدم علیہ السلام میں بعض باتوں کو کہیں مجمل اور پھر کہیں مفصل اسلوب میں بیان کیا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ البقرۃ میں ملائکہ کے سجدہ کرنے کے بارے میں ہے کہ

”وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ“ [6]

ترجمہ: ”اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے جھک جاؤ، وہ فوراً جھک گئے مگر ابلیس نہ جھکا۔“

[5] Sayyid Quṭb, Ibrāhīm. *Fī Ẓilāl al-Qurʾān*. Beirut: Dār al-Shurūq, 1412 AH, 1:55.
[6] Al-Baqara, 2:34.

تو اس میں احتمال باقی رہتا ہے کہ شاید بعض ملائکہ نے سجدہ نہ کیا ہو تو اس اشکال کو دوسرے مقام پر ان الفاظ کے ساتھ دور کر دیا گیا کہ سب کے سب اور تمام کے تمام ملائکہ نے آدم کو سجدہ کیا تھا۔

" فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ "[7]

ترجمہ: "پھر سب کے سب تمام ملائکہ نے سجدہ کیا۔"

اور اس کے ساتھ ہی ابلیس کے بارے میں یہ واضح نہیں ہوتا کہ وہ ملائکہ میں سے تھا یا نہیں۔ تو دوسرے مقام پر یہ وضاحت کر دی گئی کہ وہ ملائکہ میں سے نہیں تھا بلکہ جنات میں سے تھا۔ فرمایا گیا

" كَانَ مِنَ الْجِنِّ "[8]

ترجمہ: "وہ جنات میں سے تھا۔"

گویا ایک جگہ کی مجمل بات کو مفصل انداز میں بیان کیا گیا۔ امام رازی نے خلیل اور سیبویہ کے حوالے سے اسی نکتے کی وضاحت اس طرح کی ہے۔

" وقوله: فسجد الملائكة كلهم اجمعون قال الخليل وسيبوية قوله: كلهم اجمعون توكيد بعد توكيد، وسئل المبرد عن هذه الآية : لو قال فسجد الملائكة احتمل ان يكون سجد بعضهم، فلما قال : كلهم زال هذا الاحتمال فظهر انهم باسرهم سجدوا ."[9]

ترجمہ: " فسجد الملائكة كلهم اجمعون اس کے بارے میں خلیل اور سیبویہ کا قول ہے کہ كلهم اجمعون میں تاکید بالائے تاکید ہے۔ مبرد سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو ان نے کہا کہ اگر صرف یہ کہا جاتا کہ فسجد الملائكة (فرشتوں نے سجدہ کیا) تو یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ بعض ملائکہ نے سجدہ کیا اور بعض نے نہیں کیا۔ اس احتمال کو رفع کرنے کے لی كلهم کا لفظ لایا گیا جس سے یہ حقیقت ظاہر ہوگئی کہ وہ سجدہ تمام ملائکہ نے کیا تھا۔"

یہاں ایک بات ملحوظ خاطر رہنی چاہیے کہ یہ سجدہ، سجدہ عبودیت کا نہ تھا جیسے علامہ طبری لکھتے ہیں:

" وكان سجود الملائكة لآدم تكرمة لآدم وطاعة الله، لا عبادة لآدم "[10]

"آدمؑ کو ملائکہ کا سجدہ کرنا اس کی تکریم تھی اور اللہ تعالی کی اطاعت تھی مگر اس سے آدم کی عبادت مقصود نہ تھی۔"

گویا اس میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا اور احترامِ آدم کے لیے تھا۔ اللہ تعالی نے انسان کی تکریم و تعظیم کے لیے اسے مسجود ملائکہ ہونے کا شرف عطا کیا۔ سورۃ اعراف میں بھی اس قصہ کا ذکر اخباری اسلوب میں کیا گیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

" وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ "[11]

[7] Al-Ḥijr, 15:30.
[8] Al-Kahf, 18:50.
[9] Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn Abū ʿAbd Allāh Muḥammad. *Mafātīḥ al-Ghayb*. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1420 AH, 19:140.
[10] Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmiʿ al-Bayān fī Taʾwīl al-Qurʾān*. Beirut: Muʾassasat al-Risāla, 1420 AH, 1:512
[11] Al-Aʻrāf, 7:11.

ترجمہ: ''اور بے شک ہم نے تمہیں پیدا کیا، تمہاری شکل وصورت بنائی۔ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا آدمؑ کے آگے جھکو۔ وہ سب کے سب جھک گئے مگر ابلیس جھکنے والوں میں شامل نہ ہوا۔''

یہاں یہ قصہ آدمؑ کو اخباری اسلوب میں بیان کرنے کی ایک حکمت یہ ہے کہ یہاں پر یہ بلانا مقصود ہے کہ ملائکہ اللہ کی مطیع مخلوق ہے جو ہر حال میں اللہ تعالی کے حکم کی اطاعت کرتی ہے۔ جیسا کہ تفسیر فی ظلال القرآن میں ہے:

" فاما الملائكة وهم الذين لا يعصون الله ما أمرهم ويفعلون مايؤمرون- فقد سجدوا مطيعين منقذين لأمر الله لا يترددون ولا يستكبرون ولا يفكرون في معصية لأى سبب ولاى تصوروِلأي تفكير هذه طبيعتهم، وهذه خصائصهم وهذه وظيفتهم وإلى هنا تتمثل كرامة هذا الكائن الانساني على الله، كما تتمثل الطاعة المطلقة في ذلك الخلق المسمى بالملائكة من عباد الله واما ابليس فقد امتنع عن تنفيذ امر الله سبحانه وعصاه."[12]

ترجمہ: ''ملائکہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ وہ وہی کچھ کرتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ انہوں نے آدم کو جو سجدہ کیا وہ اللہ کی اطاعت و تنفیذ میں کیا۔ وہ بات کو لوٹاتے نہیں، نہ تکبر کرتے ہیں اور کسی قسم کی نافرمانی کو سوچ بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ یہ اُن کی طبیعت، مزاج، خصوصیت اور وظیفہ ہے کہ وہ صرف اور صرف اطاعت الٰہی کرتے ہیں۔ اسی لیے ملائکہ کو عباد اللہ یعنی اللہ کے خاص بندے کا نام دیا گیا ہے۔ جہاں تک ابلیس کا معاملہ ہے تو وہ اللہ تعالی کے حکم کی تنفیذ سے رکا رہا اور اس نے اللہ سبحانہ کی نافرمانی کی۔''

دوسری حکمت جو سورت اعراف کے سیاق وکلام سے واضح ہوتی ہے وہ ہے، وہ یہ ہے کہ دراصل بنی آدم کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ وہ بھی ملائکہ کی طرح اللہ تعالی کی اطاعت گزاری کرے اور شیطان کی ہرگز پیروی نہ کرے کیونکہ اس کی پیروی کرنے سے انسان جنت کی عیش وعشرت کی زندگی سے محروم ہو سکتا ہے۔ ابن کثیر اس جگہ پر قصہ آدم کو بیان کرنے کی حکمت یہ بیان کرتے ہیں:

" ينبه تعالى نبى آدم في هذا المقام على شرف أبيهم آدم، ويبين لهم عداوة عدوهم ابليس، وما هو منطوعليه من الحسد لهم ولابيهم آدم ليحذروه، ولا يتبعوا طرائقه."[13]

ترجمہ: ''اس جگہ اللہ تعالی نے بنی آدم کو ان کے باپ آدم کے مقام ومرتبہ سے آگاہ کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ ابلیس اُن کا ازلی دشمن ہے اور اس نے ان کے باپ آدم سے اور خود ان سے حسد کا رویہ اپنا رکھا ہے۔ لہذا وہ اس سے محتاط رہیں اور اس کے طریقوں کی پیروی نہ کریں۔''

2. ملائکہ اور ابلیس کا تقابلی مطالعہ

قرآن کے معاملے میں اس حقیقتِ واقعہ کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ اس کا نزول بیک وقت نہ ہوا، بلکہ نزول قرآن تئیس سال کے عرصہ پر محیط ہے۔ قرآنی آیات کے سلسلہ نزول سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جو بات مخاطبین کو سمجھانی ہوتی یا مخاطبین کے لیے اہم ہوتی تو حالات کے

[12] Sayyid Quṭb, Ibrāhīm, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, 3:1265.
[13]Ibn Kathīr, Abū al-Fidāʾ Ismāʿīl. *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm*. Beirut: Dār Ṭayyiba lil-Nashr wa al-Tawzīʿ, 1420 AH, 3:391.

موافق آیت کا نزول ہو جاتا۔ تا کہ انسان کو جو کہ نسیان میں مبتلا ہوتا ہے اسے دوبارہ سے یاد دہانی اور تذکیر کی جائے۔ اس کے علاوہ اس میں یہ حکمت بھی پوشیدہ ہے کہ اہم امور کی طرف متوجہ کرنے کے لیے تاکید کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

جیسا سورہ کہف میں قصہ آدم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا

"وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ"[14]

ترجمہ: ''اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا' آدم کے آگے جھک جاؤ، وہ سب جھک گئے مگر ابلیس نہ جھکا۔''

اس مقام پر قصہ آدم کو ذکر کرنے کی حکمت یہ ہے کہ یہ اس سیاق کلام کے ساتھ آیا ہے کہ اس سے ماقبل ایک مشرک شخص کا ذکر آیا ہے جس کے کھجوروں اور انگوروں کے دو باغ تھے جو شرک میں بھی بتلا تھا، اسے اپنے مال و اولاد پر بھی غرور و تکبر تھا اور اسے آخرت پر بھی یقین نہ تھا۔ اس کا سبب ابلیس کے وسوسوں کی پیروی تھی۔ اس کے بعد قصہ آدمؑ کر یہ حکمت ظاہر فرمائی گئی کہ انسان کو شیطان کی پیروی نہیں کرنی چاہیے، نہ اپنے مال و دولت پر غرور و تکبر کرنا چاہیے کیونکہ اس کا انجام دوزخ ہے۔ بلکہ اسے ملائکہ کی طرح اللہ تعالی کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اس مقام پر نبی ﷺ کو تشفی دی گئی کہ اگر آپ ﷺ کی قوم کے سردار تکبر و حسد کا رویہ اپنائے ہوئے ہیں تو آپ ﷺ نہ گھبرائیں۔ یہ آزمائیں تمام انبیاء پر آتی رہی ہیں۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم بھی اس آزمائش سے گزرے۔ ابلیس نے حسد و تکبر کا اظہار کر کے مستقل عناد کو اختیار کیا۔

التحریر والتنویر کے مصنف ابن عاشور لکھتے ہیں:

"والمقصود من هذا هو تذكير النبيء صلى الله عليه وسلم بما لقى الانبياء قبله من معاندة الاعداء والحسدة من عهد آدم حين حسده ابليس على فضله."[15]

ترجمہ: ''اس سے مقصود نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سمجھانا ہے کہ ان سے پہلے بھی بہت سے انبیائے کرام کو یہ آزمائش آئی تھی کہ دشمنوں نے ان کے ساتھ بھی عداوت اور حسد کا رویہ اختیار کیا اور یہ آزمائش آدم کے عہد سے چلی آ رہی ہے جب ابلیس نے ان کی فضیلت سے حسد کیا تھا۔''

قصہ آدم و ابلیس سے ایک طرف نبی ﷺ کو اطمینان دلایا گیا ہے کہ ان کے مخالفین کا تکبر اور حسد نیا نہیں۔ اس سے پہلے بھی انبیائے کرام اس آزمائش میں مبتلا رہے ہے کہ ان کے دشمنوں نے ان سے بغض و عناد روا رکھا۔ دوسری طرف اس میں اہل ایمان کے لیے یہ سبق ہے کہ ان کو ابلیس والا چھوڑ کر ملائکہ والا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ اللہ کے ہر حکم کے آگے سر خم تسلیم کرنا چاہیے۔ اس میں ان کے لیے نجات اور کامیابی ہے۔

چنانچہ تفسیر المظہری میں ہے۔

" اذ قلنا للملائكة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابليس كرره في مواضع الكونه مقدمة للامور المقصودة بيانها في تلك المحال وهاهنا لما شيع على المفتخرين واستقبح ضيعهم قرر ذلك بانه من سنن ابليس او لما بين حال المغرور بالدنيا والمعرض عنها وكان سبب الاغترار بها حسب الشهوات وتسويل الشيطان. زهدهم اولا في زخارف الدنيا بانها عرضة الزوال والاعمال الصالحة خير و ابقى

[14] Al-Kahf, 18:55.

[15] Ibn ʿĀshūr, Muḥammad Ṭāhir. *Al-Taḥrīr wa al-Tanwīr.* Tunis: Al-Dār al-Tūnisiyya lil-Nashr, 1404 AH/1984 CE, 15:149.

من أنفسها واعلاها، ثم نفرهم من الشيطان بتذكير ما بينهم من العداوة القديمة وهذا وجه كل تكرير في القرآن.... وفيه دليل على ان الملائكة لا يعصون الله ابدا.“[16]

ترجمہ: ”اور یاد کرو اس واقعہ کو جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کے سامنے سجدہ کرو، سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے۔ قرآن مجید میں مختلف متعدد مقامات پر مختلف مقاصد کی تمہید کے طور پر فرشتوں کو آدم کے لیے سجدہ کرنے کا حکم اور ملائکہ کا سجدہ کرنا اور ابلیس کا انکار کرنا بیان کیا گیا ہے۔ اس جگہ بھی خاص مقصد کے لیے اس واقعہ کا تذکرہ کیا (مال و دنیا اور شرافت نسب اور عزت قومی ہے) فخر کرنے والوں کی جب آیاتِ مذکورہ بالا میں مذمت کی اور ان کی اس حرکت کو ناپسندیدہ قرار دیا تو اس کو پختہ کرنے کے لیے ابلیس کے انکار اور فرشتوں کی تعمیل کے امر کا تذکرہ کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے حکم کے مقابلہ میں غرور کرنا ابلیس کی حرکت ہے یا یوں کہا جائے کہ پہلے ان لوگوں کا ذکر کیا جو دنیا کے شیفتہ اور فریفتہ ہیں اور اس فریب خوردگی کا سبب ہوا، نفس اور اغواء ابلیسی ہے۔ اس لیے سب سے پہلے دنیوی جمال ظاہری کی طرف سے ان کو نفرت دلائی اس کی فناپذیری و ناپائیداری کی طرف اشارہ کر کے اماسال کی پائیداری و بقا کو ظاہر فرمایا، پھر قدیمی دشمنی کا ذکر کر کے شیطان کے اغواء سے بچنے کی در پردہ ہدایت کی۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر سجدہ ملائکہ اور انکار ابلیس کا بار بار تذکرہ اس حکمت کا حامل ہے۔“

الغرض ملائکہ کی طرف سے آدمؑ کو سجدہ کرنے میں تکریم آدم کی حکمت ہے تاکہ انسان اپنے مقصد تخلیق کو پورا کرے اور اپنے مقام بلند کی پاس داری کرے۔ ملائکہ کی طرح اللہ تعالی کے ہر حکم کی بلاچوں وچرا اطاعت و فرمانبرداری کرے تاکہ اُسے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور دنیا وآخرت میں کامیابی اس کے قدم چومے۔ ابلیس کی طرح نافرمانی، معصیت اور غرور تکبر اختیار نہ کرے ورنہ وہ بھی ابلیس کی طرح راندہ درگاہ ہو جائے گا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہو گا۔

مبحث سوم: نزولِ وحی میں ملائکہ کا کردار

1. وحی کی اقسام اور ملائکہ کا واسطہ

قرآن مجید نے مختلف اسالیب میں ایمان بالملائکہ کے اس عقیدے کو ہی بار بار واضح کیا ہے کہ ملائکہ کے ذریعے اللہ تعالی اپنے انبیاء و رسل پر وحی نازل کرتا ہے اور ان سے اپنی پیغام رسانی کا کام لیتا ہے۔ مگر یہ وحی حدیث کی صورت میں ہوتی ہے جسے وہی خفی یا وحی غیر متلو کہا جاتا ہے اور کبھی یہ کتاب کی شکل میں ہوتی ہے اور اسے وحی جلی کہتے ہیں جیسے توریت، انجیل اور قرآن وغیرہ۔

اس کے علاوہ بھی ملائکہ کی طرف سے بندوں کو نیک امور کا الہام کیا جاتا ہے۔ پھر قرآن ہی سے ثابت ہے کہ وحی و تنزیل کا کام جبرائیل کے سپرد ہے اور خود قرآن بھی انہی کے ذریعے نازل ہوا ہے۔ ملائکہ اور نزول وحی کے حوالے سے درج ذیل آیات میں تصریف کا اسلوب پایا جاتا ہے جو بظاہر ایک ہی مضمون کا تکرار محسوس ہوتا ہے۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو یہ مضمون ہر جگہ ایک نئے انداز سے جلوہ گر ہوا ہے۔

سورۃ النحل میں فرمان الٰہی ہے:

”يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ.“[17]

---

[16] Maẓharī, Muḥammad Thanāʾ Allāh. *Tafsīr al-Maẓharī*. Pakistan: Maktabat al-Rushdiyya, 1412 AH, 6:41.

[17] Al-Naḥl, 16:2.

ترجمہ: ’’وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے نبوت کے لیے چن لیتا ہے۔ پھر اس پر اپنے فرشتوں کے ذریعے وحی بھیجتا ہے کہ اللہ کی طرف سے لوگوں کو خبردار کر دیا جائے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہذا مجھ سے ڈرو۔‘‘

تفسیر بیضاوی میں وحی اور نزول ملائکہ کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے:

" ينزل الملائكة بالروح بالوحى او القرآن، فانه يحيى به القلوب الميتة بالجهل، او يقوم في الدين مقام الروح في الجسد. "[18]

’’ینزل الملائکہ (وہ یعنی اللہ ملائکہ کو روح کے ساتھ نازل کرتا ہے) اس جگہ روح سے مراد وحی یا قرآن ہے۔ کیونکہ جہالت سے مردہ دلوں کے لیے وہ روح اور زندگی ہے۔ دین میں ان کی حیثیت ایسی ہے جیسے بدن میں روح ہوتی ہے۔‘‘

مذکورہ آیت مشرکین کے اس غلط خیال کو ظاہر کرتی ہے جو یہ سمجھتے تھے کہ ایک تو بشر رسول نہیں ہو سکتا، دوسرے اگر بشر رسول ہوتا تو کوئی امیر یا قبیلے کا سردار رسول ہوتا۔ اس کا جواب دیا گیا کہ اللہ تعالی اپنے بندوں سے جسے چاہے وحی سے ممتاز کرے اور اسے رسول کا درجہ دے۔

امام رازی نے اس آیت سے استدلال کر کے ملائکہ کی اطاعت کے بارے میں حکمت واضح کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

" والنزول لا يكون الا بامر الله تعالى، ونظيره قوله تعالى: و ما نتنزل الامر ربک (مريم:۶۴) .... فكل هذه الآيات دالة على أنهم لا يقدمون على عمل من الأعمال الا بأمر الله تعالى و اذنه. "[19]

ترجمہ: ’’ملائکہ کا نزول اللہ تعالی کے حکم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس کی نظیر اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے کہ ومانتنزل الا بامر ربک (مریم: ٦٤) (اور ہم اپنے رب کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے)۔۔۔ یہ اور اس طرح کی دوسری آیات اس بات کی دلیل ہیں کہ ملائکہ کوئی کام بھی اللہ تعالی کے حکم اور اجازت کے بغیر کرنے اقدام نہیں کرتے۔‘‘

گویا ملائکہ کی اس فرماں برداری کو بیان کرنے کا مقصد انسانوں کو تنبیہ ہے کہ ان کو چاہیے کہ وہ بھی فرشتوں کے طرح ہر حال میں اللہ وحدہ کی اطاعت کریں۔

تفسیر المنیر میں ہے:

" و افادت الآية كما لا حظنا ان وصول الوحي من الله تعالى إلى الانبياء لا يكون الا بالملائكة، كما قال تعالى في آخر سورة البقرة: والمؤمنون كل آمن باللهِ وَمَلائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ ، فبدا بذكر الله سبحانه، ثم اتبعه بذكر الملائكة لانهم هم الذين يتلقون الوحى من الله ابتداء من غير واسطة، وذلك الوحى هو الكتب، والملائكة يوصلون الوحى الى الانبياء والرسل "[20]

ترجمہ: ’’اس آیت سے یہ معنی جیسا کہ ہم نے ملاحظہ کیا ہے یہ نکلتے ہیں کہ اللہ تعالی ملائکہ ہی کے ذریعے اپنے نبیوں تک وحی پہنچاتا ہے جیسا کہ سورۃ البقرۃ کے آخر میں فرمایا: "والمومنون كل امن بالله وملائكته وكتبه ورسله اس میں پہلے اللہ کا

[18] Al-Bayḍāwī, Nāṣir al-Dīn Abū Saʿīd ʿAbd Allāh ibn ʿUmar. *Anwār al-Tanzīl wa Asrār al-Taʾwīl*. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1418 AH, 3:219.
[19] Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn Abū ʿAbd Allāh Muḥammad. *Mafātīḥ al-Ghayb*, 19:169.
[20] Al-Zuḥaylī, Dr. Wahba ibn Muṣṭafā. *Al-Tafsīr al-Munīr fī al-ʿAqīda wa al-Sharīʿa wa al-Manhaj*. Damascus: Dār al-Fikr al-Muʿāṣir, 1418 AH, 14:86–87.

اور پھر ملائکہ کا ذکر ہے کیونکہ وہی اللہ الی سے بلا واسطہ وحی پاتے ہیں جو کہ کتابوں کی صورت میں ہے۔ پھر یہ ملائکہ اس وحی کو انبیاء ورسل تک پہنچا دیتے ہیں۔''

سورۃ الحج میں اسی مضمون کو اسلوب اخباری میں یوں بیان کیا گیا:

" اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلاً وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرَه "[21]

ترجمہ: ''اللہ فرشتوں میں سے پیغام رساں چن لیتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ ''

عام انسان وحی کی تاب نہیں لا سکتا۔ فرشتوں کو چونکہ ایک نورانی مخلوق ہونے کی وجہ سے اللہ تعالی کا قرب حاصل ہے اس لیے ان کا واسطہ ضروری ہے تاکہ وہ اللہ تعالی سے وہی حاصل کر کے اس کے بندوں تک پہنچا دیں۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور بادشاہت ظاہر ہوتی ہے کہ ملائکہ جیسی اعلیٰ واقویٰ مخلوق بھی اس کے آگے مسخر ہے اور اس کے احکام کے سامنے سرنگوں ہے تو انسانوں کو بھی تکبر کی راہ چھوڑ کر اللہ تعالی کی اطاعت وفرماں برداری کرنی چاہیے۔

اسی طرح اس آیت میں ان لوگوں کے عقیدہ کی نفی بھی کر دی گئی جو ملائکہ کو معبود مانتے ہیں۔ امام رازی اس آیت کا سیاق کلام واضح کرتے ہوئے اس کی درج ذیل حکمت بیان کرتے ہیں۔

" و في هذه الآية ابطل قول عبدة الملائكة، فبين ان علو درجة الملائكة ليس لكونهم آلهة، بل لان الله تعالى اصطفاهم لمكان عبادتهم، فكانه تعالى بين انهم ما قدروا الله حق قدره أن جعلوا الملائكة معبودين مع الله. "[22]

''اس آیت میں ملائکہ کی عبادت کرے والوں کے قول کی تردید ہے۔ پھر اس بات کو بھی واضح کر دیا گیا کہ اعلیٰ درجے اور فضیلت والے ملائکہ ایسے نہیں ہیں کہ وہ معبود بن جائیں بلکہ ان کو اللہ تعالی نے اپنی عبادت کے لیے چن لیا ہے۔ پھر فرمایا کہ مشرکین نے اللہ تعالی کی کماحقہ قدر نہیں کی کیونکہ انہوں نے اللہ کے ساتھ ملائکہ کو معبود قرار دے دیا۔ ''

اس آیت میں حکمت یہ ہے کہ ملائکہ کا درجہ اور مقام لاکھ بلند سہی مگر وہ خالق کے شریک اور حریف نہیں بن سکتے اور ان کو معبود نہیں بنایا جا سکتا۔ اور جو لوگ ان کو معبود بنا کر ان کی پوجا کرتے ہیں وہ شریک کرتے ہیں۔ سورۃ شوریٰ میں وحی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

" وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولاً فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ . "[23]

ترجمہ: ''کوئی انسان اس کی تاب نہیں لا سکتا کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعے سے، یا پردے کے پیچھے سے، یا کسی فرشتے کو اس کے پاس بھیج دے تاکہ اپنے حکم کے مطابق جو وحی چاہے کر دے۔ بے شک اللہ سب سے بلند اور حکمت والا ہے۔ ''

ملائکہ کے ذریعہ وحی کا جو سلسلہ انجام پاتا ہے، اس میں حضرت جبرائیل کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ جیسے تفسیر طبری میں ہے۔

" او يرسل الله من ملائكه رسولا "[24]

---

[21] Al-Ḥajj, 22:75.
[22] Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn Abū ʿAbd Allāh Muḥammad. *Mafātīḥ al-Ghayb*, 23:253.
[23] Al-Shūrā, 42:51.
[24] Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmiʿ al-Bayān fī Taʾwīl al-Qurʾān*, 21:558.

ترجمہ: ''یا اللہ تعالی ملائکہ میں سے پیغام رساں بھیجتا ہے۔ ''

گویا اس طرح اللہ تعالی کی طرف سے وحی کے تین طریقوں کا ذکر کیا گیا اور ان میں ایک طریقہ ہوے ہے کہ اللہ تعالی ملائکہ کے ذریعے اپنے انبیاء ورسل کی طرف وحی بھیجتا ہے۔

2. حضرت جبرئیلؑ: روح الامین اور وحی کے پیغامبر

قرآن میں مختلف آیات میں نزول وحی کے سلسلے کو حضرت جبرائیل کے نام اور القاب کی تخصیص کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ مگر ہر مقام پر ان کا ذکر مختلف سیاق و سباق کے ساتھ ہر بار نئے رنگ کے ساتھ آیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

" قُلْ مَن كَانَ عَدُوّاً لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ "[25]

ترجمہ: " اے نبی ﷺ! آپ ﷺ ان یہودیوں سے کہہ دیں ان میں سے جو جبرائیل کا مخالف ہے، وہ جان لے کہ جبرائیلؑ وہ ہے جس نے اللہ کے حکم سے حضور ﷺ کے دل پر ایسا کلام نازل کیا ہے جو پہلی آسانی کتابوں کی پیش گوئی کو سچ کر دکھانے والا ہے۔ اور ایمان والوں کے لیے ہدایت اور خوشخبری ہے۔"

اس مقام کے سیاق و کلام میں یہ حکمت ہے کہ یہودی حضرت جبرئیلؑ کو اپنا دشمن خیال کرتے تھے کہ ان کے ذریعے ان پر عذاب آتے رہتے ہیں۔ اس کے جواب میں بتایا گیا کہ ان سے دشمنی اللہ سے دشمنی ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

" قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ"[26]

'' آپ کے ان سے کہیں، اس قرآن کو روح القدس (جبرئیل) نے تمہارے رب کی طرف سے برحق نازل کیا ہے تاکہ اس سے ایمان والے ثابت قدم رہیں، اور یہ ہدایت اور بشارت ہے فرماں برداروں کے لیے۔"

لیکن سورۃ الشعراء میں ہے

" نزل به الروح الامين o على قلبك لتكون من المنذرين"[27]

ترجمہ: '' اسے جبریل امین علیہ السلام لے کر اترے ہیں۔ یہ قرآن آپ ﷺ کے دل پر نازل ہوا تاکہ آپ ﷺ کے خبردار کرنے والے بنیں۔''

ان دونوں آیتوں کے سیاق کلام اور ان میں پوشیدہ حکمت یہ ہے کہ سورت النحل کی آیت میں ملائکہ کی طرف سے وحی لانے کا مقصد اہلِ ایمان کے دلوں کو تقویت اور ان کو ایمان پر جمائے رکھنا ہے۔ جب کہ دوسری الشعراء کی آیت میں نبی ﷺ کے قلب مبارک کے لیے تسلی اور اطمینان کا ذکر ہے تاکہ آپ ﷺ اس کے بعد دعوت و انذار کا کام کر سکیں۔ جیسا کہ سورۃ الفرقان میں بھی فرمایا:

" لنثبتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلا "[28]

'' تاکہ اس کے ذریعے ہم آپ کے دل کو مضبوط کریں اور ہم نے اس قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر نازل کیا ہے۔''

---

[25] Al-Baqara, 2:97.
[26] Al-Naḥl, 16:102.
[27] Al-Shuʿarāʾ, 26:193–194
[28] Al-Furqān, 25:32.

پھر جبرئیل کو بار بار "الروح الامین" کے لقب کے ساتھ بیان کرنے میں یہ حکمت بھی پوشیدہ ہے کہ جو وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی جاتی ہے اسے جبرئیل با کم وکاست اور من و عن رسولوں پر نازل کرتے ہیں اور اس میں کسی قسم کا رد و بدل اور کمی بیشی ہر گز نہیں کرتے۔

جدول: قرآنِ حکیم میں ملائکہ کا تصور و کردار — مبحثی و موضوعاتی خلاصہ

شمار	مبحث	ذیلی عنوانات / مرکزی نکات	اہم مفاہیم و نتائج
1	**مبحث اوّل: ایمان بالملائکہ — قرآن مجید میں کردار، تنوع اور حکمت**	1. ایمان بالملائکہ: اسلام کے ارکانِ ایمان میں مقام 2. قرآن مجید میں ملائکہ کے کردار کا سیاقی و موضوعاتی جائزہ 3. ملائکہ کے ذکر کا تنوع اور حکمت	ایمان بالملائکہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک رکن ہے۔ قرآن میں فرشتوں کا ذکر مختلف سیاق و سباق میں آیا ہے۔ ہر مقام پر ان کے کردار اور اطاعت کی نئی جہت سامنے آتی ہے۔ تکرار دراصل حکیمانہ تنوع ہے جو ایمان، اطاعت اور معرفتِ الٰہی کی گہرائی کو ظاہر کرتا ہے۔
2	**مبحث دوم: تخلیقِ آدمؑ اور ملائکہ کا سجدہ**	1. ملائکہ کی اطاعتِ کاملہ اور اللہ کے احکام کی تعمیل 2. ملائکہ اور ابلیس کا تقابلی مطالعہ	تخلیقِ آدمؑ کے موقع پر ملائکہ کا سجدہ اللہ کے حکم کی تعمیل اور ان کی کامل اطاعت کی علامت ہے، جبکہ ابلیس کا انکار تکبر و سرکشی کا مظہر ہے۔ قرآن نے ان دونوں کا تقابل کر کے اطاعت و نافرمانی کے اخلاقی و فکری نتائج واضح کیے۔
3	**مبحث سوم: نزولِ وحی میں ملائکہ کا کردار**	1. وحی کی اقسام اور ملائکہ کا واسطہ 2. حضرت جبرئیلؑ: روح الامین اور وحی کے پیغامبر	ملائکہ وحی کی ترسیل میں واسطہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغام کو ان کے ذریعے انبیاء تک پہنچاتا ہے۔ حضرت جبرئیلؑ قرآن کے امین اور وحی کے مرکزی فرشتہ ہیں۔ قرآن نے ان کے کردار کو مختلف القاب و اسالیب میں بیان کیا ہے جو وحی کے تقدس اور الہامی نظام کی جامعیت کو ظاہر کرتا ہے۔

خلاصہ بحث

اس تفصیلی بحث سے معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن کا یہ اسلوب جو بظاہر تکرار سمجھا جاتا ہے حقیقت میں تکرار نہیں ہے بلکہ ملائکہ اور نزول وحی کا مضمون جہاں بھی آیا ہے مختلف سیاق و سباق میں آیا ہے اور الگ سبب نزول کے ساتھ آیا ہے اس لیے ہر جگہ اس مضمون میں جدت وندرت اور تازگی پیدا ہو گئی ہے۔ کہیں اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ظاہر ہوتی ہے، کہیں اطاعت اور فرماں برداری کو نمایاں کیا گیا ہے، کہیں مخالفین کے باطل عقائد اور مزعومات کی تردید پائی جاتی ہے اور کسی مقام پر ملائکہ کی امانت و کو اجاگر کیا گیا ہے۔ گویا یہ کیفیت ہے کہ: اک پھول کا مضمون ہو تو سو رنگ سے باندھوں۔ اسی طرح فرشتوں کو بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں مختلف اسالیب اختیار کیے گئے ہیں۔ کہیں اجمالی، کہیں تفصیلی، کہیں اخباری تو کہیں اثبات اور نفی کے اسلوب سے ملائکہ کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ قرآن کی فصاحت و بلاغت کو بھی آشکار کرتی ہے۔ قرآن پاک کا یہ اسلوبِ بیان نہ صرف بلیغ ہے بلکہ حکیمانہ بھی ہے۔ فرشتوں کا ذکر محض تکرار کے لیے نہیں ہے بلکہ قرآنی بیانیہ میں

ان کا ذکر حکمت وتدبر کی ایک گہری جہت رکھتی ہے۔اس سے یہ حقیقت مزید واضح ہو جاتی ہے کہ ملائکہ پر ایمان نہ صرف اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے بلکہ یہ بندۂ مومن کی زندگی میں ایک عملی اور روحانی تحریک کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔

تجاویز و سفارشات

* **قرآنی فہم میں ملائکہ کے تصور کی تدریس**: مدارس و جامعات کے نصاب میں ایمان بالملائکہ کے موضوع کو جدید فکری و سائنسی زاویے سے شامل کیا جائے تاکہ طلبہ کے اندر عقلی و روحانی توازن پیدا ہو۔
* **سیاقی و موضوعاتی مطالعات کے فروغ کے لیے تحقیقی مراکز کا قیام**: پاکستان کی جامعات میں ایسے تحقیقی مراکز قائم کیے جائیں جو قرآنِ حکیم میں ملائکہ اور وحی کے موضوعات پر منظّم تحقیقی کام کریں۔
* **ایمان بالملائکہ کے عملی اثرات پر تربیتی ورکشاپس**: دینی و سماجی ادارے عوامی سطح پر تربیتی پروگرامز منعقد کریں تاکہ ایمان بالملائکہ کا تصور عملی و اخلاقی زندگی میں مؤثر ہو۔
* **قرآنی تعلیمات کے فروغ کے لیے میڈیا مہمات**: الیکٹرانک و سوشل میڈیا پر قرآنِ حکیم میں ملائکہ کے کردار سے متعلق بامعنی مواد نشر کیا جائے تاکہ عوام میں قرآنی شعور پیدا ہو۔
* **قرآنی بیانیہ میں فصاحت و حکمت کے پہلوؤں پر بین الاقوامی سیمینارز**: محققین اور علما کے درمیان علمی تبادلۂ خیال کے لیے سالانہ بین الاقوامی کانفرنسز منعقد کی جائیں۔
* **نصاب میں ایمان بالملائکہ کے اخلاقی پہلوؤں کا اضافہ**: اسکول و کالج کی سطح پر اخلاقی مضامین میں فرشتوں کی اطاعت، دیانت اور فرائضِ الٰہی کی انجام دہی کے پہلوؤں کو شامل کیا جائے تاکہ نوجوانوں میں عملی تطہیر کا شعور بیدار ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography/کتابیات

* Al-Bayḍāwī, Nāṣir al-Dīn Abū Saʿīd ʿAbd Allāh ibn ʿUmar. *Anwār al-Tanzīl wa Asrār al-Taʾwīl*. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1418 AH.
* Al-Qurṭubī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad. *Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1387 AH.
* Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn Abū ʿAbd Allāh Muḥammad. *Mafātīḥ al-Ghayb*. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1420 AH.
* Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmiʿ al-Bayān fī Taʾwīl al-Qurʾān*. Beirut: Muʾassasat al-Risāla, 1420 AH.
* Ibn ʿĀshūr, Muḥammad Ṭāhir. *Al-Taḥrīr wa al-Tanwīr*. Tunis: Al-Dār al-Tūnisiyya lil-Nashr, 1404 AH/1984.
* Ibn Kathīr, Abū al-Fidāʾ Ismāʿīl. *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm*. Beirut: Dār Ṭayyiba lil-Nashr wa al-Tawzīʿ, 1420 AH.
* Maẓharī, Muḥammad Thanāʾ Allāh. *Tafsīr al-Maẓharī*. Pakistan: Maktabat al-Rushdiyya, 1412 AH.
* Quṭb, Sayyid, Ibrāhīm. *Fī Ẓilāl al-Qurʾān*. Beirut: Dār al-Shurūq, 1412 AH.
* al-Zuḥaylī, Wahba ibn Muṣṭafā. *Al-Tafsīr al-Munīr fī al-ʿAqīda wa al-Sharīʿa wa al-Manhaj*. Damascus: Dār al-Fikr al-Muʿāṣir, 1418 AH.